میں جمہوری سرگرمی پیدا کرنے کے لیے یہ انقلاب اپنی جگہ ضروری تھا۔

اور بلاشبہ ملک میں جو حالات پیدا ہوتے ان میں جمعیۃ علماء ہند کے جدید قائدین نے بہترین صلاحیت کا مظاہرہ کیا، ان میں مفتی عتیق الرحمٰن بھی شامل تھے لیکن یہ ان حضرات کا بڑاپن تھا کہ مفتی اعظم اور سحبان الہند کی عہدوں سے علحدگی کے بعد بھی اس نوجوان گروہ نے ان بزرگوں کے احترام وادب میں کوئی کمی نہیں کی۔

لیکن جب جمعیۃ علماء ہند تیسرے انقلاب سے گزری اور مولانا مدنی اور مولانا حفظ الرحمٰن کے بعد مولانا مدنی کے صاحبزادے صاحب کو ان کی جگہ لانے کی کوشش کی گئی تو حضرت مفتی صاحبؒ کے ساتھ وہ سلوک نہ کیا گیا جو انھوں نے اپنے پیش رو بزرگوں کے ساتھ کیا تھا۔

یہ تاریخ کی بڑی ستم گری تھی جو مفتی صاحب کے ساتھ پیش آئی۔ وہ دور مفتی صاحب کے لیے بڑا کرب انگیز تھا اور مرحوم دبے لفظوں میں اپنی اور اپنے ساتھیوں کی اس غلطی کو تسلیم کرتے تھے کہ جس طرح جمعیۃ علماء ہند کو متحرک کرنے کے لیے مفتی اعظم کی جگہ مولانا مدنی کو لایا گیا اسی طرح مولانا مدنی کی جگہ دوسرا صدر بنایا جاتا اور جمعیۃ علماء کا نظام بدلتا رہتا۔

جبکہ مولانا مدنی ہر بار صدارت سے علحدہ ہونے کی خواہش کرتے تھے۔ لیکن نہ ان کی جگہ پُر کرنے کے لیے جمعیۃ علماء کے پاس کوئی دوسری شخصیت تھی اور نہ ان ہنگامہ خیز حالات میں ان حضرات نے کوئی تبدیلی مناسب سمجھی، اس کا نتیجہ جماعت کے حق میں اچھا نہیں نکلا۔ کیوں کہ عرصہ دراز تک مولانا مدنی کی قیادت کے سبب جماعتی حلقہ پر مولانا کی عقیدت کا اثر قائم ہوگیا اور جمعیۃ علماء کو مولانا مدنی کے عقیدت مندوں کی جماعت سمجھا جانے لگا

اور اس کے نتیجہ میں ان کے صاحبزادے صاحب کا جمعیۃ علماء پر تسلط قائم ہونا ایک قدرتی بات تھی۔

مولانا حفظ الرحمٰن کی علالت کے دوران ہی اس تسلط کے آثار مولانا نے محسوس کرنے شروع کر دیے تھے لیکن جس موذی بیماری میں مولانا گرفتار تھے اس میں وہ بے بس تھے، مولانا کے بعد اس تسلط کی اذیت ناکی سے حضرت **مفتی** صاحبؒ کو پوری طرح گزرنا پڑا۔

اس دور میں **مفتی** صاحبؒ بڑے صبر آزما حالات سے گزرے، مولانا محمد میاں صاحب جیسے صاحبِ اخلاص بزرگ حالات کے دباؤ میں آکر **مفتی** صاحبؒ سے دور ہو گئے تھے۔

اس دور میں **مفتی** صاحبؒ کی شرافت ــــ جو اجتماعی اور جماعتی معاملات میں کمزوری بن جاتی ہے ــــ نمایاں رہی اور طرح طرح ذہنی اذیتوں اور بے بنیاد حملوں کو برداشت کر کے **مفتی** صاحبؒ نے اپنے رفقاء کو جماعت کی تقسیم سے دور رکھا ورنہ ان حالات میں ایک دوسری جمعیۃ علماء کا قیام ہو چکا ہوتا۔

مفتی صاحبؒ انسان تھے، کمزوری انسان کی فطرت کا حسن ہے ہماری اسی کمزوری پر خدا تعالیٰ کی مصلحت کا نظام قائم ہے **مفتی** صاحبؒ بڑی سے بڑی غلط بات پر بھی کسی کی دل آزاری کو پسند نہیں کرتے تھے۔

اپنی اس مشہور کمزوری کو وہ روحانی رنگ دے کر اس کی نہایت خوب صورت تاویل کرتے تھے اور فرماتے تھے میں تعدد حق کا قائل ہوں یعنی ایک ہی معاملہ میں مختلف اور متضاد پہلوؤں میں سے ہر پہلو کے حق اور صحیح ہونے کا امکان ہے۔ **مفتی** صاحبؒ کی یہاں مشہور تھی، ایک